Open Access
Al-Marjān Research Journal
ISSN(E): 3006-0370
ISSN(P): 3006-0362
al-marjan.com.pk

Education and Training of Women in the Prophetic Era ﷺ: Centers, Methods, and Practical Manifestations – A Research Study

عہدِ نبوی ﷺ میں خواتین کی تعلیم وتربیت: مراکز، اسالیب اور عملی مظاہر کا تحقیقی مطالعہ

Authors Details

1. Yasmeen Hassni (Corresponding Author)
PhD Scholar, International Islamic University, Islamabad, Pakistan.
Yasmeen.hassni@gmail.com
2. Rehana Mureed Ali
Lecturer Islamic studies. Govt College Daska, Pakistan.
3. Sajida Nazir
MPhil Scholar, Government College University (GCU), Faisalabad, Pakistan.

Citation

Hassni, Yasmeen and Rehana Mureed Ali Sajida Nazir " Education and Training of Women in the Prophetic Era ﷺ: Centers, Methods, and Practical Manifestations – A Research Study."Al-Marjān Research Journal, 3,no.1, Jan-Mar (2025):205−224.

Submission Timeline

Received: Dec 11, 2024
Revised: Dec 26, 2024
Accepted: Jan 04 , 2025
Published Online: Jan 12, 2025

Article QR

Publication, Copyright & Licensing

Al-Marjān Research Center, Lahore, Pakistan.

All Rights Reserved © 2023.

This article is open access and is distributed under the terms of Creative Commons Attribution 4.0 International License

INDEX COPERNICUS INTERNATIONAL
ISSN INTERNATIONAL STANDARD SERIAL NUMBER INTERNATIONAL CENTRE
HJRS HEC Journal Recognition System

Education and Training of Women in the Prophetic Era ﷺ: Centers, Methods, and Practical Manifestations – A Research Study

عہدِ نبوی ﷺ میں خواتین کی تعلیم وتربیت: مراکز، اسالیب اور عملی مظاہر کا تحقیقی مطالعہ

☆ یاسمین حسنی ☆ ریحانہ مرید علی ☆ ساجدہ نزیر

Abstract

The Prophetic era ﷺ represents a golden age in the history of education and societal development, where equal emphasis was placed on the education and training of women and men. Recognizing the pivotal role of women in societal welfare, Islam has made knowledge acquisition not only a right but a religious obligation for women, akin to men. This research explores the multifaceted approach to women's education during the time of Prophet Muhammad ﷺ, examining its necessity, objectives, methods, and the establishment of educational institutions. The study delves into how education was imparted through sermons, discussions, and direct engagement, ensuring inclusivity. The Prophet ﷺ established several centers for women's education, including homes, mosques, Eid gatherings, and separate and mixed assemblies, catering to different needs. The role of the Prophet's wives, especially in propagating knowledge, highlights their significant contribution to the intellectual upbringing of women in that era. The study also investigates the enthusiasm of women in acquiring education, as well as the tailored methods used to foster learning in both individual and collective contexts. This research is essential for understanding the educational framework of the Prophetic era and its relevance in today's context. By implementing these principles, a robust system of education can be developed to empower women, enabling them to fulfill their societal responsibilities effectively and contribute to collective prosperity.

Keywords: Women's Education, Prophetic Era, Islamic Education, Educational Methods, Women Empowerment

تعارف موضوع

اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے جو مرد اور عورت دونوں کو برابر حقوق اور فرائض دیتا ہے۔ ایک مہذب معاشرہ تب ہی تشکیل پا سکتا ہے جب خواتین کو بھی وہی حقوق، تعلیم، اور تربیت حاصل ہو جو مردوں کو میسر ہے۔ عہدِ نبوی ﷺ میں خواتین کی تعلیم کو نہایت اہمیت دی گئی۔ رسول اللہ ﷺ نے واضح فرمایا کہ علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد و عورت پر فرض ہے۔ عہدِ رسالت ﷺ میں خواتین کی تعلیم کے لئے مختلف اقدامات کیے گئے۔ گھریلو تعلیم، مساجد میں خطبات، خواتین کے لئے مخصوص مجالس، اور کاشانہ نبوی جیسے تعلیمی مراکز کا قیام کیا گیا۔ ازواج مطہرات نے

☆ پی ایچ ڈی اسکالر، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد، پاکستان۔

☆ لیکچرر اسلامیات، گورنمنٹ کالج ڈسکہ، پاکستان۔

☆ ایم فل اسکالر، گورنمنٹ کالج یونیورسٹی (GCU)، فیصل آباد، پاکستان۔

خواتین میں دینی شعور بیدار کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔ یہ تحقیقی مطالعہ اس بات کا جائزہ لے گا کہ عہدِ نبوی میں خواتین کی تعلیم وتربیت کو کیسے منظم کیا گیا، کن اسالیب کو اختیار کیا گیا، اور اس وقت کے نظام تعلیم کے معاشرتی اثرات کیا تھے۔ یہ تحقیق عصرِ حاضر میں خواتین کی تعلیم کے لئے ایک بہترین نمونہ فراہم کرے گی۔

مبحث اول: رسول کریم ﷺ کی تعلیم وتربیت: اسلامی نقطہ نظر میں خواتین کی تعلیم کی اہمیت اور دائرہ عمل

1. رسول کریم ﷺ کا امتیازی وصف: معلم ہونا

سابقہ انبیاء علیہم السلام کی تعلیمات میں نوع انسانی کی تربیت بھی شامل تھی۔ آپ ﷺ کا امتیازی وصف بزبان نبوت معلم ہونا ہے:

(انما بعثت معلما)[1]

"بے شک مجھے معلم (استاد) بنا کر بھیجا گیا ہے۔"

رسول کریم ﷺ کی معلمانہ حیثیت بہت جامع ہے کیونکہ آپ ﷺ تمام بنی نوع انسان کے لئے معلم ہیں آپ کی تعلیم رسمی تعلیمی اداروں کے برعکس ہر جنس اور ہر شعبہ زندگی سے متعلق ہے کسی خاص شعبہ اور فن تک محدود نہیں اسی لئے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا"

(انما انا لكم بمنزلة الوالد اعلمكم)[2]

میں تمہارے لئے بمثل والد ہوں، تمہیں (ہر چیز کی اور ہر طرح کی) تعلیم دیتا ہوں۔

رسول ﷺ کے تعلیمی اقدامات کسی خاص ادارے تک محدود نہیں تھے۔ یہ تعلیم مختلف مواقع اور حالات میں نجی مجالس، مساجد و مکاتب، عوامی اجتماعات و تقریبات، سفر و حضر یہاں تک کہ میدان جنگ تک اس کا دائرہ وسیع تھا اور مردوں کے ساتھ ساتھ خواتین بھی اس سے بھرپور استفادہ کرتی تھیں۔

2. تعلیم کا آغاز: اسلامی اور مغربی نقطہ نظر کا تقابل

مغرب کے ارتقائی تصورات و نظریات کے برعکس اسلامی نقطہ نظر کے مطابق انسان نے اپنی زندگی کا آغاز جہالت اور تاریکی کے بجائے شمع علم سے کیا ہے جس کے بغیر خلافت و نیابت اور اس کے تقاضوں کی تکمیل ممکن نہیں۔ دنیا کے تمام مذاہب اور تہذیبوں میں یہ امتیاز صرف اسلام کو حاصل ہے۔ جس کے ہاں لڑکی کی پیدائش ہو اور وہ اسے زندہ درگور نہ کرے، اس کی تذلیل نہ کرے اور نہ ہی اپنے لڑکے کو اس پر ترجیح دے، تو اللہ تعالی اسے جنت میں داخل کرے گا۔ اولاد کی تعلیم وتربیت بھی ترجیح میں داخل ہے، اس سے معلوم ہوا کہ کسی بھی معاملہ میں بالخصوص تعلیم و تربیت میں بھی لڑکے کو لڑکی پر فوقیت نہیں دینی چاہیے۔

3. تعلیم وتربیت میں خواتین کی اہمیت

محسن انسانیت ﷺ نے نہ صرف آزاد عورتوں کی تعلیم وتربیت پر زور دیا بلکہ کنیزوں اور لونڈیوں تک کو اس سے محروم نہ رکھنے کی تلقین فرمائی۔ آپ نے فرمایا۔

(انما رجل كانت لَهُ جَارِيَةٌ، فَأَدَّهَا فَأَحْسَنَ تَأْدِيبَهَا، وَأَعْتَقَهَا، وَتَزَوَّجَهَا فَلَهُ أَجْرَانِ ...[3]

---

[1] Ibn Mājah, *al-Sunan* (Beirut: Dār al-Fikr, 1395 AH), no. 299.

[2] Abū Dāwūd, *al-Sunan* (Beirut: Dār al-Fikr, 1395 AH), no. 8.

[3] al-Bukhārī, *al-Jāmiʿ al-Ṣaḥīḥ* (Beirut: Dār al-Fikr, 1395 AH), no. 2547.

جس شخص کے پاس کوئی باندی ہو پھر وہ اسکو اچھی تعلیم دے اور بہترین تہذیب سکھائے اور تربیت کرے اور پھر آزاد کر کے اس سے نکاح کر لے تو اس کیلئے دہرا اجر ہے۔)

علاوہ ازیں خواتین کی تعلیم اس لئے بھی ضروری ہے کہ وہ زندگی کے سفر میں مرد کی مشیر کی حیثیت رکھتی ہیں۔ اور مشیر کیلئے صاحب علم و بصیرت ہونا انتہائی ضروری ہے۔ حقیقت کی نظر سے دیکھا جائے تو عورت گھر کے معاملات اور بچوں پر مرد کی نسبت زیادہ اثر انداز ہوتی ہے۔ اس لئے اس کے دائرہ کار کا لحاظ رکھتے ہوئے اسے بہترین تعلیمی مواقع فراہم کرنا انتہائی ضروری ہے۔

عورت زیور تعلیم سے آراستہ ہو کر ہی اپنے حقوق و فرائض سے آگاہ ہو سکتی ہے۔ جہالت کی تاریکیوں میں رہ کر اس کا استحصال ظلم عظیم سے کم نہیں۔ انہیں علم کی روشنی سے محروم رکھنے کی ایک بڑی وجہ وہ استحصالی ذہنیت بھی ہے جو انہیں اپنے مذہبی، سماجی، ازدواجی اور قانونی حقوق سے بے خبر رکھنا چاہتی ہے۔

4. محسن انسانیت ﷺ کی تعلیمات: خواتین کے لیے تعلیم کی ترغیب

بعثت رسالت کے بنیادی مقاصد میں سے اہم مقصد تعلیم ہے۔ اور آپ ﷺ کے مخاطب جس طرح مرد حضرات ہیں ایسے ہی عورتیں بھی ہیں۔ علم کی اہمیت، فضیلت اور ترغیب و ترہیب سے متعلق احادیث کا ایک بڑا ذخیرہ موجود ہے۔ یہ احادیث مرد و زن سب کیلئے یکساں ہیں اور انہیں صرف مردوں کے ساتھ مخصوص کرنے کا کوئی شرعی یا عقلی جواز موجود نہیں۔ مردوں اور عورتوں کے فرائض اور دائرہ کار میں تنوع اور اختلاف کی بنیاد پر بعض علوم کی تحصیل خواتین کے لئے فرض عین، بعض کی فرض کفایہ، بعض کی مستحب اور بعض کی تحصیل مباح کا درجہ رکھتی ہے۔

مفتی کفایت اللہ دہلوی لکھتے ہیں:

"عورتوں کیلئے ضروری علوم حاصل کرنے کی فرضیت، علوم مستحبہ کے حصول کا استحباب اور علوم مباحہ کے حصول کی اباحت محل تردد نہیں اور اس بارے میں عورتوں اور مردوں میں فرق کرنے کی کوئی گنجائش نہیں۔[4]

اسی سلسلے میں ڈاکٹر حمیدی لکھتے ہیں:

تاریخ سے ثابت ہوتا ہے، کہ آپ کے مبارک عہد میں معلمین کی طرح معلمات کا بھی تقرر ہوتا تھا، حضرت ام ورقہ، شفاء بنت عبداللہ اور حضرت عائشہ کا شمار عہد رسالت کی معلمات میں کیا جاسکتا ہے۔[5]

5. عورت کا دائرہ عمل اور تعلیمی ضروریات

چونکہ عورتوں کا اصل دائرہ عمل ان کا گھر اور خاندان ہے اس لئے اس کی ترقی و استحکام کے لئے ایسی تعلیم کی ضرورت ہے جو انہیں اطاعت گزار بیوی، باکردار اور مشفق ماں، نیک اور صالح بیٹی، وفا شعار بہن اور بہترین ہمسفر بننے میں معاون ہو۔ وہ تمام علوم جو اس دائرے میں ان کی صلاحیتوں کی نشو و نما اور تربیت کر سکیں ان سے انہیں مستفید کیا جائے۔ بحیثیت ماں حفظان صحت کے اصولوں کے مطابق بچے کی نشو و نما کی تربیت، گھر کے افراد بالخصوص خاوند کے احساسات و جذبات کا شعور اور عائلی زندگی کے آداب سے واقفیت ہی کے ذریعے خوشگوار گھرانے کی تعمیر تکمیل ممکن ہے۔

[4] Kifāyat Allāh Muftī, *Kifāyat al-Muftī* (Lahore: Dār al-Fikr, 1980), vol. 2, p. 64.

[5] Ḥamīdullāh Dr., *ʿAhd-e-Nabawī kā Nizām-e-Ḥukmranī* (Karachi: Dār al-Iḥyā, 1995), p. 206.

سید مودودی رقمطراز ہیں:

اسلامی نقطہ نظر سے عورت کی صحیح تعلیم و تربیت وہ ہے جو اسے بہترین بیٹی، بہترین ماں اور بہترین گھر والی بنائے، اس کا دائرہ عمل گھر ہے اس لئے خصوصیت کے ساتھ اس کو ان علوم کی تعلیم دی جانی چاہئے جو اس دائرے میں اسے زیادہ مفید بنا سکتے ہیں مزید بر آں وہ علوم بھی اس کے لئے ضروری ہیں جو انسان بنانے والے، اس کے اخلاق کو سنوارنے والے اور اس کی نظر کو وسیع کرنے والے ہیں، ایسے علوم اور ایسی تربیت سے آراستہ ہونا ہر مسلمان عورت کے لئے لازم ہے، اس کے بعد اگر کوئی عورت غیر معمولی ذہنی استعداد رکھتی ہو اور ان علوم کے علاوہ دوسرے علوم و فنون کی اعلیٰ تعلیم بھی حاصل کرنا چاہے تو اسلام اس کی راہ میں مزاحم نہیں ہے بشر طیکہ وہ ان حدود سے تجاوز نہ کرے جو شریعت نے عورتوں کے لئے مقرر کی ہیں۔[6]

خواتین کا اپنے حقوق و فرائض سے آگاہ نہ ہونا بہت بڑی جہالت ہے۔ اپنی ذمہ داریوں سے کما حقہ، آگاہی نہ ہونے سے جہاں گھریلو ماحول متاثر ہوتا ہے وہاں شرعی اور قانونی حقوق سے ناواقفیت کی بناء پر استحصال اور ظلم و زیادتی کی شکلیں سامنے آتی ہیں۔ رسول ﷺ اللہ کے عطا کردہ نظام زندگی میں اخلاقی اور باطنی تربیت کے ساتھ ساتھ خواتین کے حقوق کا تحفظ اور مردوں کے ظلم واستحصال کا ازالہ بھی تھا۔ آپ ﷺ نے اپنی تعلیم و تربیت کے ذریعہ خواتین میں اتنا شعور پیدا فرما دیا تھا کہ وہ اپنے حقوق کے ادراک کے ساتھ ساتھ، ان کے تحفظ کے لئے بھی سرگرم رہیں، اگر ان پر زیادتی ہوتی تو فوراً بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر دادرسی چاہتی تھیں، یہ اسی شعور کا نتیجہ تھا کہ مرد بہت محتاط ہوتے کہ کہیں بیویوں کو حضور ﷺ تک شکایت کا موقع نہ مل جائے جب کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ

كُنا نتقي الكلام والانبساط إِلَى نِسَائِنَا عَلَى عَهْدِ النبي صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، هَيْبَةً أَنْ يَنْزِلَ فِينَا شَيْءٌ، فَلَمَّا تُوقِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَكَلَّمْنَا وَالْبَسَطنا)[7]

جب تک حضور ﷺ زندہ رہے ہم اپنی عورتوں سے بات کرنے میں بھی احتیاط کرتے تھے کہ مبادا ہمارے حق میں کوئی حکم نازل نہ ہو جائے۔ جب حضور صلی الھیم نے وفات پائی تب ہم نے کھل کر بات کرنی شروع کی۔

تعلیم تربیت کے بغیر مکمل نہیں ہوتی مگر جدید تصور تعلیم نے اسے اقدار کی گرفت سے آزاد کر دیا گیا ہے۔ تعلیم کی مذہب اور اقدار سے علیحدگی مسائل کی جڑ ہے۔ خواتین کی تعلیم کا ایک اہم مقصد اعلی اخلاق واقدار کی ترویج و تحصیل ہونا چاہئے۔ تاکہ نسوانیت کے تحفظ کے ساتھ ساتھ شرم وحیاء کے تقاضے بخوبی پورے ہو سکیں اور تقوی، خدا خوفی، صبر و شکر، سادگی اور قناعت جیسے اوصاف کے ذریعے ان کی شخصیت کی بہتر تعمیر و تشکیل ممکن ہو سکے۔ عہد نبوی میں خواتین میں ان اقدار کے احیاء کی طرف بھر پور توجہ دی گئی۔

مذکورہ مقاصد واہداف کو نظر انداز کرنے اور گلوبلائزیشن کے زیر اثر مغرب کی اندھی تقلید کے نتائج آج ہمارے سامنے ہیں۔ آزادانہ مردوزن کا اختلاط، باہمی مسابقت کی فضاء، نسوانی اور پیشہ وارانہ فرائض سے پہلو تہی، نئی نسل کی تربیت سے غفلت، خاندانی زندگی کا بگاڑ، طلاقوں کی کثرت، شادیوں میں غیر ضروری تاخیر اور اخلاقی بے راہروی اس نظام کے مضر اثرات ہیں۔

[6] Maudūdī, *Purdah* (Lahore: Dār al-Islām, 1978), p. 210.

[7] al-Bukhārī, *al-Jāmiʿ al-Ṣaḥīḥ* , no. 5187.

مبحث دوم: عہدِ رسالت ﷺ میں خواتین کی تعلیم وتربیت: مجالس ومراکز تعلیم کے انتظامات

عہدِ رسالت ﷺ میں خواتین کی تعلیم وتربیت کے لئے مختلف سطحوں پر انتظامات کیے گئے تھے۔ اسلامی ریاست کے ارتقائی مراحل میں منظم تعلیمی ادارے موجود نہ ہونے کے باوجود، خواتین کی تعلیم کے لئے کئی طریقے اور مقامات پر مجالس کا انعقاد کیا جاتا تھا۔ سیرت نبوی ﷺ کے مطالعے سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ خواتین کو تعلیم دینے کے مختلف طریقے تھے جن میں گھروں میں، مساجد وعید گاہوں میں، مخلوط یا علیحدہ مجالس اور کاشانہ نبوی میں تعلیم شامل تھی۔ تعلیم کے اس اہتمام کا مقصد خواتین کو اسلامی تعلیمات سے روشناس کرانا اور ان کے کردار کو معاشرتی واخلاقی طور پر مستحکم بنانا تھا۔

1. گھروں میں تعلیم

عہد نبوی میں خواتین کی تعلیم بالعموم ان کے گھروں پر ہوتی تھی جنہیں مرد سرانجام دیتے تھے۔ حضور ﷺ نے مردوں کو اس طرف متوجہ کیا کہ وہ خواتین کو بھی تعلیم دیں مثلاً سورہ نور کے متعلق ارشاد فرمایا

"علموا نساءکم سورة النور[8]

(تم خود بھی انہیں سیکھو اور اپنی خواتین کو بھی سکھاؤ۔)

باہر سے آنے والے نوجوانوں کے ایک وفد کو چند دن تعلیم دینے کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا:

(ارجعوا إلى أهْلِيكُمْ، فَأَقِيمُوا فِيهِمْ ، وَعَلِّمُوهُم وَمُرُوهُمْ)[9]

(اتم اپنے گھروں کو واپس چلے جاؤ، اپنے اہل خانہ کے ساتھ رہو انہیں علم سکھاؤ اور ان سے احکام پر عمل کرواؤ

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اپنی خواتین اور بچوں کو گھروں میں بھی تعلیم دیتے تھے، بعض اوقات خواتین کی تعلیم کے لئے گھر کے باہر کے کسی مرد کا بھی انتظام کیا جاتا تھا جیسا کہ مشہور واقعہ کے مطابق حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی بہن فاطمہ بنت خطاب اور ان کے شوہر حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ اپنے گھر میں حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ سے قرآن حکیم کی تعلیم حاصل کر رہے تھے، جس کی خبر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ہوئی تو ان کے گھر میں داخل ہو کر بہن اور بہنوئی کو زد وکوب کیا مگر بہن کی جرات واستقامت اور قرآنی آیات کے سحر نے اسلام لانے پر مجبور کر دیا۔ جیسا کہ ابن اسحاق کی روایت میں ہے:

وَعِنْدَهُمَا خَبَّابُ بْنُ الأَرَتِّ مَعَهُ صَحِيفَةٌ فِيهَا طَهَ يُقْرِئُهُمَا إِيَّاهَا[10]

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ایک بیان کے مطابق خباب بن الارت میری بہن اور بہنوئی کے پاس آتے جاتے تھے اور ان کو قرآن کی تعلیم دیا کرتے تھے۔)

بعض اوقات تعلیم کے لئے کوئی گھر مخصوص کر لیا جاتا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خود تشریف لے جاتے۔

---

[8] Al-Bayhaqi, Abū Bakr, *al-Shuʿab al-Īmān* (Beirut: Dār al-Fikr, 1395 AH), no. 8299.

[9] al-Bukhārī, *al-Jāmiʿ al-Ṣaḥīḥ* , no. 7246.

[10] Ibn Hishām, *al-Sīrah al-Nabawīyah* (Cairo: Dār al-Maʿārif, 1961), vol. 1, p. 382.

امام بخاری بیان کرتے ہیں:۔

(جَاءَتِ امْرَأَةٌ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ، ذَهَبَ الرِّجَالُ بحديثك فَاجْعَلْ لَنَا مِنْ نَفْسِكَ يَوْمًا تَأْتِيكَ فِيهِ تُعَلِّمُنَا مِمَّا عَلَّمَكَ اللهُ، فَقَالَ : اجْتَمِعْنَ فِي يوم كذا وكذا في مَكَانِ كَذَا وَكَذَا، فَاجْتَمَعْنَ، فَأَتَاهُنَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَعَلَّمَهُنَّ مِما عَلَّمَهُ الله)[11]

(ایک خاتون نے آکر عرض کیا۔ "اے اللہ کے رسول! مرد آپ کی باتیں ساتھ لے جاتے ہیں اور ہم محروم رہ جاتی ہیں اس لئے آپ ہمارے لئے ایک دن مقرر کر دیجئے جس میں ہم خواتین کو جمع کریں اور آپ اللہ کے دیے ہوئے علم میں سے ہمیں بھی کچھ دے دیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ فلاں دن فلاں گھر میں اکٹھی ہو جاؤ، خواتین جمع ہو گئیں اور آپ نے ان کو اللہ کے دیے ہوئے علم کی تعلیم دی۔

بعض اوقات حضور ﷺ اپنے کسی نمائندہ کو اپنی جگہ بھیج دیتے جو انہیں تعلیم دیتے تھے جیسا کہ حضرت ام عطیہ فا کی روایت میں ہے۔ " آپ ﷺ جب مدینہ تشریف لائے تو آپ نے انصار کی عورتوں کو ایک گھر میں جمع فرمایا اور ہماری طرف عمر بن خطاب کو بھیجا انہوں نے دروازے پر کھڑے ہو کر ہمیں سلام کیا ہم نے جواب دیا بعد ازاں انہوں نے کہا کہ میں تمہاری طرف اللہ کے رسول کا قاصد ہوں، انہوں نے ہمیں حکم دیا کہ ہم میں نوجوان اور حیض والی عورتیں ہیں عیدین کے لئے جائیں اور ہم پر جمعہ فرض نہیں اور آپ صلی اللہ تم نے ہمیں جنازوں کے پیچھے چلنے سے بھی منع فرمایا۔[12]

2. مساجد اور عید گاہوں میں تعلیم

عہد نبوی میں خواتین کی تعلیم کا ایک اہم ذریعہ مساجد تھیں۔ خواتین نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خطبات اور مواعظ سے مستفید ہوتی تھیں جیسا کہ بنت حارثہ بن نعمان کہتی ہیں کہ

ما حفظت ق، إِلَّا مِنْ فِي رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَخْطُبُ بِمَا كُلَّ جُمعَةٍ [13]

میں نے سورۃ ق صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی یاد کی ہے وہ ہر جمعہ کو اس سے خطبہ دیتے تھے۔

اور خولہ بنت قیس فرماتی ہیں کہ:۔

(كنت أسمع خطبة رسول الله يوم الجمعة و أنا في مؤخر النساء)[14]

میں جمعہ کے دن حضور ﷺ کا خطبہ سنتی تھی اور میں عورتوں کی آخری صف میں ہوتی تھی۔)

کچھ روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور ﷺ بعض اوقات نماز سے فراغت کے بعد عورتوں کی جانب تشریف لے جاتے اور انہیں وعظ و نصیحت فرماتے جیسا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے:

انَّ رَسُولَ اللهِ صلى الله عليه وسلم خَرَجَ وَمَعَهُ بِلَالٌ ، فَظَنَّ أَنَّهُ لَمْ يُسْمِعِ النِّسَاءَ فَوَعَظَهُنَّ، وَأَمَرَهُنَّ بِالصَّدَقَةِ ، فَجَعَلَتِ الْمَرْأَةُ تُلْقِي الْقُرْطَ وَالْخَاتَمَ ، وبلال يأخذ في طرف ثوبه) [15]

---

[11] al-Bukhārī, *al-Jāmiʿ al-Ṣaḥīḥ* , no. 7310.

[12] Abū Dāwūd, *al-Sunan* (Beirut: Dār al-Fikr, 1395 AH), no. 1139.

[13] Ṣaḥīḥ Muslim (Beirut: Dār al-Fikr, 1395 AH), no. 873.

[14] Ibn Saʿd, *Ṭabaqāt al-Kubrā* (Beirut: Dār al-Fikr, 1992), vol. 8, pp. 229-230.

(نبی کریم ﷺ بلال کے ساتھ نکلے گزرا کہ عورتیں آپ کا خطبہ نہیں سن سکیں تو آپ ﷺ نے انہیں نصیحت کی اور انہیں صدقہ کا حکم دیا۔ عورتوں نے بالیاں اور انگوٹھیاں پھینکنی شروع کیں اور بلال اپنے کپڑے کے پلو میں انہیں رکھتے جاتے تھے۔) بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ واقعہ عید کے موقع پر پیش آیا۔

غالباً تعلیمی پہلو کو مدنظر رکھتے ہوئے رسول اللہ صلی علیم نے صحابہ کو خواتین کی مساجد میں آمد کو روکنے سے منع فرمایا جیسا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

(لا تمنعوا إماء الله مسَاجِدَ الله) [16]

اللہ کی بندیوں کو اللہ کی مساجد سے مت روکو

چنانچہ خواتین شرعی آداب وحجاب کے تقاضوں کا لحاظ رکھتے ہوئے مساجد میں حاضر ہوتی تھیں جیسا کہ حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ

(كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيُصَلِّي الصبح، فينصرفُ النِّسَاءُ مُتَلَفِعَات بمروطِهِنَّ، مَا يُعْرَفْنَ مِنَ الْغَلَسِ) [17]

حضور ﷺ نے خواتین کے لئے خصوصی ہدایت فرمائی تھی کہ عید کے دن اپنی عورتوں کو حتی کہ جوان لڑکیوں کو بھی لے کر عید گاہ کی طرف نکلیں۔

یقیناً اس اہم موقع پر انہیں دیگر فوائد کے ساتھ ساتھ دین کی بہت سی باتیں بھی سیکھنے کا موقع ملتا تھا جیسا کہ ام عطیہ کی روایت میں ہے:

(أَمَرَنَا رَسُولُ اللهِ صلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تُخرِجَهُنَّ فِي الْفِطْرِ والْأَضْحَى: الْعَوَائِقَ وَالْحَيْض وَذَوَاتِ الخُدُور ، فَأَمَّا الخيضُ فَيَعْتَزِلْنَ الصَّلَاةَ ، وَفِي لفظ : الْمُصَلَّى ، وَيَشْهَدْنَ الخيرَ وَدَعْوَةَ الْمُسْلِمِينَ ، قُلْت : يَارَسُولَ اللهِ إحْدَانَا لا يَكُونُ لَهَا جِلْبَابٌ ، قَالَ : لِتُلْبِسْهَا أُخْتُهَا مِنْ جِلْبَابِهَا) [18]

(رسول اللہ صلی ہم نے ہمیں حکم دیا کہ ہم عورتوں کو عید الفطر اور عید الاضحیٰ میں گھروں سے نکالیں۔ نوجوان اور پردہ نشیں عورتوں کو، حیض والی عورتیں نماز سے علیحدہ رہیں گی مگر خیر اور دعاؤں میں شریک ہوں گی۔ میں نے عرض کیا: " اے اللہ کے رسول! ہم میں سے کسی عورت کے پاس چادر نہیں ہوتی تو کیسے نکلے ؟" فرمایا: "اس کی کوئی بہن اسے چادر اوڑھا دے۔

مساجد میں حاضری سے خواتین نہ صرف باجماعت نماز میں شریک ہوتی تھیں بلکہ انہیں تعلیم وتربیت کے ساتھ ساتھ سماجی آداب سے بھی آگاہی حاصل ہوتی تھی۔ مگر اس حاضری کو کچھ آداب کا پابند بنایا گیا جیسا کہ مختلف آحادیث میں مسجد جاتے وقت خوشبو استعمال نہ کرنے، مردوں کے

---

[15] al-Bukhārī, *al-Jāmiʿ al-Ṣaḥīḥ* , no. 98.

[16] Al-Qushīrī, Muslim ibn Ḥajjāj, *Ṣaḥīḥ Muslim* (Beirut: Dār al-Fikr, 1395 AH), no. 44.

[17] al-Bukhārī, *al-Jāmiʿ al-Ṣaḥīḥ*, no. 867.

[18] Al-Qushīrī, *Ṣaḥīḥ Muslim*, no. 890.

پیچھے صف بنانے، کسی غلطی کے وقت صرف ہاتھ سے تھپتھپاہٹ پر اکتفا کرنے اور نماز کے بعد مسجد سے باہر نکلنے کا موقع پہلے خواتین کو دینے سے متعلق ہدایات دی گئیں۔[19]

3. مخلوط اور علیحدہ مجالس میں تعلیم

بالعموم مساجد میں نماز کے موقع پر خواتین کی صف علیحدہ اور مردوں سے پیچھے ہوتی تھی تاہم ایسی شہادتیں بھی موجود ہیں کہ خواتین بعض اوقات مجلس نبوی میں بھی شریک ہو جاتی تھیں اور مردوں کی موجودگی۔میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بعض نجی نوعیت کے سوالات بھی کرتی تھیں ان میں بعض سوالات ایسے بھی ہوتے تھے جنھیں بیان کرنے میں شرم وحیاء مانع ہوتی ہے، مثلاً حیض، جنابت، احتلام وغیرہ مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں مردوں کی موجودگی میں اس طرح کے سوالات کرنے سے منع نہیں فرمایا جیسا کہ اسماء بنت یزید کی روایت میں ہے:" وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھیں اور کچھ مرد اور خواتین بھی بیٹھے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا کوئی ایسا شخص بھی ہے جو اپنی بیوی سے جو کچھ کرتا ہے اسے لوگوں کو بتاتا پھرتا ہے؟ اور کیا ایسی بھی عورت ہے جو اپنے شوہر کے ساتھ جو کچھ کرتی ہے اسے عورتوں کو بتاتی ہے، لوگ خاموش رہے میں نے کہا:" اے اللہ کے رسول! خدا کی قسم عورتیں اور مرد دونوں ایسا کرتے ہیں۔" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا۔[20])

البتہ اس کے شواہد بکثرت ہیں کہ مساجد اور عید گاہوں میں خطبہ کے دوران ان کی نشست مردوں سے علیحدہ ہوتی تھی اور وہ خود بھی اس بات کو پسند کرتی تھیں کہ ان کے لیے علیحدہ تعلیم کا بھی انتظام کیا جائے جیسا کہ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت گزر چکی ہے جس میں خود خواتین نے اپنے لئے علیحدہ مجلس میں تعلیم دینے کی درخواست فرمائی۔ جسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبول فرمایا۔ اس کے ساتھ ساتھ جب مسجد نبوی میں خواتین کی تعداد میں اضافہ ہونے لگا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اختلاط سے بچنے کے لئے مسجد نبوی میں ان کی آمد و رفت کے لئے ایک علیحدہ دروازہ مخصوص فرمایا جسے باب النساء کا نام دیا گیا۔ اس کے علاوہ یہ تعلیمی سلسلہ دیگر مجالس مثلاً امہات المؤمنین کے حجروں میں اور براہ راست نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں بھی جاری رہا۔

4. کاشانہ نبوی میں تعلیم

عہد نبوی میں خواتین کی سب سے بڑی درس گاہ خود کاشانہ نبوت تھا جہاں خواتین کی آمد و رفت کا سلسلہ مسلسل جاری رہتا تھا اور وہ براہ راست رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوالات پوچھتیں، بالعموم یہ سوالات ازواج مطہرات کی موجودگی میں ہوتے تھے جن سے وہ خود بھی مستفید ہوتی تھیں اور بسا اوقات ازواج مطہرات کی خدمت میں حاضر ہو کر ان سے بھی علمی استفادہ کرتی تھیں۔ بعض امور جو مزید وضاحت طلب ہوتے تھے یا خواتین کو براہ راست پوچھنے میں جھجک ہوتی تھی تو وہ ازواج مطہرات کی وساطت سے معلومات حاصل کر لیتی تھیں۔

عصر حاضر کے معروف سیرت نگار ڈاکٹر یسین مظہر صدیقی نے مکی اور مدنی ادوار میں کاشانہ نبوت میں خواتین کی مسلسل آمد و رفت کے مفصل حوالے دیتے ہوئے ان کے مختلف محرکات و مقاصد ذکر کیے ہیں ان میں سے ایک اہم محرک و مقصد دینی مسائل کی تفہیم و تعلیم بھی تھا۔ مکی دور کے حوالے سے صدیقی صاحب کا نقطہ نظر یہ ہے کہ ہمارے قدیم و جدید سیرت نگاروں نے مردوں کی حاضری کی روایات درج کی ہیں لیکن

---

[19]Shaqah, ʿAbd al-Ḥalīm, *ʿUrrat ʿAhd al-Risālat fī al-Ṣadāqah wa al-Jihād* (Cairo: Dār al-Ilm, 1990), p. 202.

[20] al-Albānī, Nāṣir al-Dīn, *Ādāb al-Zafāf* (Beirut: Dār al-Fikr, 1402 AH), p. 143

عورتوں کی خدمت نبوی میں آمد کے بارے میں کم لکھا ہے۔ وہ عموماً خواتین اور بچوں کے بارے میں معلومات کو یوں بھی خاطر میں نہیں لاتے جو ان کی مردانہ عصبیت کی دلیل ہے اور یہی عصبیت متاخرین میں شدت سے ملتی ہے۔[21]

انہوں نے مکی دور کی مختلف خواتین کے حوالے سے یہ تبصرہ کیا ہے کہ بیت نبوی میں حاضری دینے والی بیشتر خواتین قریشی ہوتی تھیں یا مکہ مکرمہ کی باسی عورتیں۔ ان میں رشتہ دار بھی تھیں اور غیر رشتہ دار بھی، بوڑھی اور بزرگ خواتین بھی تھیں اور جوان و نوخیز بچیاں بھی ہیں ان کے علاوہ ان میں مسلم خواتین بھی شامل تھیں اور غیر مسلم خواتین بھی، عمرہ وحج اور زیارات کعبہ کو آنے والے حضرات اور عرب مردوں کے ساتھ ان کی خواتین بھی کاشانہ نبوی میں حاضری دیا کرتی تھیں اور ہجرت کے بعد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک گھروں میں ان کی اور قریشی خواتین کی آمدورفت کا سلسلہ حسب دستور عرب برابر جاری رہا تھا[22])

ان کے نزدیک انصاری خواتین میں مدنی اقدار معاشرت اور کچھ اہل سیر وحدیث کی غالب توجہ کی بناء پر ان کی در دولت نبوی پر حاضری کے واقعات کا تناسب زیادہ ہے۔[23])

اس آمدورفت سے جو دینی تعلیمات حاصل ہوئیں جو مختلف اور متنوع موضوعات پر مبنی ہیں اور احادیث کا ایک بہت بڑا ذخیرہ ان صحابیات کے ذریعہ امت تک پہنچا جو نہ صرف خواتین سے متعلق مخصوص احکام پر مشتمل ہے بلکہ دین کی عمومی تعلیمات اور آفاقی احکام کا بھی احاطہ کیے ہوئے ہے۔

5. خواتین کا شوق تعلیم

علم کے فروغ کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم م کی خصوصی دلچسپی، توجہ اور ترغیبات کا نتیجہ تھا کہ خواتین نے اپنی تعلیم کے لئے آپ سے علیحدہ دن مقرر کرنے کی درخواست کی جسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے شرف قبولیت عطا فرمائی اور وہ بلا تکلف رسول اللہ صلی علیم سے سوالات کرتی تھیں۔ خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور حضرت عائشہ نے بھی انصاری عورتوں کے علمی اشتیاق کو پسندیدگی کی نظر سے دیکھا اور ان تاثرات کا اظہار فرمایا:

(نعم النِّسَاءُ نِسَاءُ الأَنْصَارِ، لم يمنعهُنَّ الْحَيَاءُ أَنْ يَتَفَقَّهْنَ فِي الدِّينِ [24]

انصار کی عورتیں بہت اچھی ہیں جنہیں دین کے مسائل دریافت کرنے میں حیا مانع نہیں ہوتی۔

کاشانہ نبوی میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے خواتین کا سوال وجواب اس کثرت اور زور وشور سے ہوتا تھا کہ بعض اوقات ان کی آوازیں رسول اکرم صلی ایم کی آواز پر غالب وبلند ہو جاتی تھیں جیسا کہ صحیح بخاری کی ایک روایت میں اس کا ذکر ہے:

وَعِنْدَهُ نِسْوَةٌ مِنْ قُرَيْشٍ يُكَلِّمْنَهُ وَيَسْتَكْثِرْنَهُ، عَالِيَةٌ أَصْوَاتُهُنَّ عَلَى صَوْتِهِ)[25]

[21] Yasīn Mazhar Ṣiddīqī, *Nabī Akram ﷺ aur Khawātīn: Ek Samājī Mutālaʿa* (Karachi: Dār al-Iḥyā, 2004), p. 38.

[22]Nisār Aḥmad, Dr., *ʿAhd-e-Nabī mein Riyasat ka Nishuwār taqāʿ* (Karachi: Dār al-Iḥyā, 1995), p. 41.

[23]Nisār Aḥmad, Dr., *ʿAhd-e-Nabī mein Riyasat ka Nishuwār taqāʿ*, p. 41.

[24] Al-Qushīrī, *Ṣaḥīḥ Muslim*, no. 332.

[25] al-Bukhārī, *al-Jāmiʿ al-Ṣaḥīḥ* , no. 3683.

اس سلسلے میں ام المؤمنین حضرت حفصہ کا واقعہ بھی ذکر ہے جنہیں احادیث رسول سننے کا بڑا اشتیاق تھا۔ ایک روز بال گندھوانے میں مشغول تھیں کہ اتنے میں حضور صل اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیتے ہوئے زبان مبارک سے "یا أیہا الناس" فرمایا۔ یہ الفاظ سنتے ہی انہوں نے مشاطہ سے کہا "بال باندھ دو" اس نے کہا جلدی کیا ہے؟ کہا "کیا خوب! کیا ہم آدمیوں (الناس) میں داخل نہیں ہیں۔ اس کے بعد خود بال باندھ کر اٹھیں اور پورا خطبہ سنا۔[26]

حضرت ام ایمن (جو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خادمہ تھیں اور جنہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم میری ماں کہہ کر پکارا کرتے تھے) کے تاثرات سے بھی اندازہ ہوتا ہے کہ انہیں سلسلہ وحی موقوف ہونے کا کتنا غم تھا ابو بکر رضی اللہ عنہ و عمر رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دنیا سے پردہ فرمانے کے بعد ان کی ملاقات کے لئے تشریف لے گئے وہ انہیں دیکھ کر رو پڑیں۔ انہوں نے پوچھا کہ آپ کیوں روتی ہیں؟ اللہ کا قرب تو اس کے رسول کے لئے زیادہ بہتر ہے۔ کہنے لگیں "میں جانتی ہوں کہ جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ اس کے رسول کے لئے زیادہ بہتر ہے مگر میں تو اس پر روتی ہوں کہ آسمان سے وحی کا سلسلہ اب بند ہو چکا۔ ان کو روتے دیکھ کر یہ دونوں حضرات بھی رونے لگے۔[27]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں کوئی آیت نازل ہوتی تو ہم اس میں مذکور حلال و حرام اور امر و نہی کو ذہن نشین کر لیتی تھیں اگرچہ اس کے الفاظ ہمیں زبانی یاد نہ بھی ہوتے۔[28]

مبحث سوم: عہدِ نبوی ﷺ میں خواتین کے لئے اسالیب وطرق تعلیم

عہدِ نبوی ﷺ میں خواتین کو تعلیم دینے کے مختلف موثر طریقے اپنائے گئے تھے تاکہ انہیں دین اسلام کی تعلیمات کے ساتھ ساتھ اخلاقی، معاشرتی اور زندگی کے مختلف پہلوؤں پر مکمل آگاہی حاصل ہو سکے۔ اس دور کی تعلیم کے طریقے بہت جامع تھے اور ان میں ہر فرد کے لئے مختلف اسالیب شامل تھے:

1. تعلیم بصورت خطبات و مواعظ (اجتماعی تعلیم)

احادیث اور کتب سیرت سے واضح ہے کہ عہد نبوی میں خواتین نماز کی ادائیگی کے لئے مساجد میں جاتی تھیں۔ خود رسول اللہ صلی علیہ وسلم نے جیسا کہ حدیث گزر چکی ہے، عید گاہوں میں عیدین کے موقع پر حاضری کا حکم دیا اس حد تک کہ جو نماز سے معذور اور حیض و نفاس سے مجبور ہوں وہ بھی عید گاہوں میں ضرور آئیں۔ یہ حکم در اصل تعلیمی مصلحت کے تحت تھا تاکہ خواتین بھی دینی احکام سے واقفیت حاصل کر سکیں کیونکہ ریاستی ادارے اس وقت اتنے ترقی یافتہ نہ تھے کہ ان کے لئے مستقل اور علیحدہ تعلیم کا انتظام کیا جاتا۔ اس لئے خطبات و مواعظ کے ذریعہ انہیں تعلیم دی جاتی تھی یہ عمومی تعلیم ہوتی تھی جو مردوں اور خواتین کے لئے مشترک ہوتی تھی۔ اس کے کچھ نمونے "مساجد اور عید گاہوں میں تعلیم" کے عنوان کے تحت گزر چکے ہیں کہ خواتین کس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خطبات و مواعظ سے مستفید ہوتی تھیں متعدد روایات میں خواتین کی زبانی ان خطبات اور ان سے استفادہ کا ذکر کیا گیا ہے۔

---

[26] Muḥammad ibn Fatooh, *al-Jamʿ bayn al-Ṣaḥīḥayn* (Beirut: Dār al-Fikr, 1983), vol. 4, p. 229.

[27] Al-Qushīrī, *Ṣaḥīḥ Muslim*, no. 2454.

[28] Ibn ʿAbd Rabbih, *al-ʿAqd al-Farīd* (Cairo: Dār al-Maʿārif, 1955), vol. 2, p. 103.

2. تعلیم بذریعہ بیعت

اسلام قبول کرنے والی خواتین سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم بیعت لیتے تھے اور یہ بیعت کچھ شرائط کے ساتھ لی جاتی تھی جو دراصل اسلام کی بنیادی تعلیمات پر مشتمل ہوتی تھیں۔ یہ بیعت انفرادی بھی ہوتی تھی اور اجتماعی بھی۔ خواتین سے بیعت لینے کا طریقہ مردوں سے مختلف ہوتا تھا۔ ہاتھ میں ہاتھ لینے کے بجائے یا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم محض زبان سے بیعت لینے کا ذکر فرماتے یا چادر پھیلا کر اسکے ایک کونے کو پکڑ لیتے یا پانی کے ایک برتن میں ہاتھ ڈالتے پھر اس میں عورت بھی اپنا ہاتھ ڈالتی تھی۔ فتح مکہ کے موقع پر بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر کو خواتین سے بیعت لینے پر مامور فرمایا تھا۔[29]

جن امور پر خواتین سے بیعت لی جاتی تھی اس کی تصریح قرآن کریم کی سورۃ الممتحنہ میں کی گئی ہے جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرتے ہوئے خواتین کو بیعت کی ہدایت کی گئی۔

ايَأَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ يُبَايِعْنَكَ عَلَى أَن لَّا يُشْرِكْنَ بِاللَّهِ شَيْئًا وَلَا يَسْرِقْنَ وَلَا يَزْنِينَ وَلَا يَقْتُلْنَ أَوْلَدَهُنَّ وَلَا يَأْتِينَ بِبُهْتَنٍ يَفْتَرِينَهُ بَيْنَ أَيْدِيهِنَّ وَأَرْجُلِهِنَّ وَلَا يَعْصِينَكَ فِي مَعْرُوفٍ فَبَايِعْهُنَّ وَاسْتَغْفِرْ لَهُنَّ اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ)[30]

اے نبی! جب تمہارے پاس مسلمان عورتیں اس بات پر بیعت کرنے کے لیے آئیں کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی بھی چیز کو شریک نہیں مانیں گی، اور چوری نہیں کریں گی، اور زنا نہیں کریں گی، اور اپنی اولاد کو قتل نہیں کریں گی، اور نہ کوئی ایسا بہتان باندھیں گی جو انہوں نے اپنے ہاتھوں اور پاؤں کے درمیان گھڑ لیا ہو، اور نہ کسی بھلے کام میں تمہاری نافرمانی کریں گی، تو تم ان کو بیعت کر لیا کرو، اور ان کے حق میں اللہ سے مغفرت کی دعا کیا کرو یقیناً اللہ بہت بخشنے والا، بہت مہربان ہے۔

یہ دین کی بنیادی تعلیمات انہیں سکھائی جاتی تھیں جن میں شرک، چوری، زنا، قتل اولاد رہتان تراشی سے اجتناب (جو دور جاہلیت کے بڑے منکرات میں سے تھے) اور پیغمبر کی نافرمانی سے بچنے کا عہد لیا جاتا تھا جبکہ فتح مکہ کے موقع پر ہندہ سے بیعت لیتے ہوئے اس عہد کی تفصیل ذکر کی گئی ہے۔[31])

روایات سے خواتین کی متعدد درج ذیل بیعتوں کا ثبوت ملتا ہے۔

اے ام سلیم تو نے عورتوں کو رسوا کر دیا ہے تمہارا دایاں ہاتھ خاک آلود ہو) اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ سے فرمایا:

(بَلْ أَنْتِ ، فَتَرِبَتْ يمينك، نَعَمْ ، فَلْتَغْتَسِلْ يَا أُمَّ سُلَيْمٍ، إِذَا رأت ذالك[32]

(کہ تیرا دایاں ہاتھ خاک آلود ہو جائے اے ام سلیم جب عورت ایسا دیکھے تو اسے غسل کرنا چاہیے۔

اس واقعہ میں حضرت عائشہ ﷺ کو انہیں عار دلانے پر تنبیہ بھی ہے اور ام سلیم کے سوال پر ان کی حوصلہ افزائی بھی۔ اس بناء پر حضرت عائشہ نے انصاری عورتوں کی تعریف فرمائی ہے۔

---

[29] Al-Qushīrī, *Ṣaḥīḥ Muslim*, no. 1866.

[30] al-Mumtahanah, 60:12

[31] al-Nasafī, *Madārak al-Tanzīl wa Ḥaqāʾiq al-Taʾwīl* (Beirut: Dār al-Kutub al-ʿIlmīyah, 1987), vol. 3, p. 471.

[32] Al-Qushīrī, *Ṣaḥīḥ Muslim*, no. 310.

نعم النساء نساء الأنصار، لم يمنعهن الحياء أن ينفقهن في الدين [33]

انصار کی عورتیں کتنی اچھی ہیں کہ دینی مسائل کو سمجھنے میں حیاء ان کے لئے مانع نہیں ہوتی۔

بعض اوقات نسوانی موضوعات تعلیم کے دوران ایسے امور بھی زیر بحث آتے جنہیں ذکر کرنے میں شرم وحیاء مانع ہوتی ہے مگر اس قسم کی گفتگو میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوہ مبارکہ یہ تھا کہ آپ انہیں اشارہ کنایہ میں ذکر فرماتے تھے جیسا کہ صحیحین میں حضرت عائشہ ﷺ سے مروی ہے کہ ایک عورت نے نبی کریم صل اللہ سے سوال کیا کہ وہ اپنے حیض کا غسل کیسے کرے آپ مسلی ہم نے اسے طریقہ غسل بتایا اور بعد ازاں فرمایا:۔

(ثم تأخذ فرصة مِنْ مِسْكٍ فَتَطهر بها) [34]

پھر تم مشک میں بسا ہوا کپڑا لے کر اس سے پاکی حاصل کرو۔

اس نے پوچھا میں اس سے کس طرح پاکی حاصل کروں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "سبحان اللہ! اس سے پاکی حاصل کرو۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چہرے کو چھپالیا۔ حضرت عائشہ ﷺ نے فرمایا میں نے اس کو اپنی طرف کھینچا اور اس کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مطلب سمجھاتے ہوئے کہا: "اس کو خون لگی جگہوں پر پھیر لیا کرو۔)

حیض، نفاس، استحاضہ وغیرہ سے متعلق امور سے واقفیت نہ ہونے کی وجہ سے صحت کے مسائل پیدا ہونے کے ساتھ ساتھ عبادات کی ادائیگی میں بھی تشویش اور دشواریاں لاحق ہوتی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے طرز عمل سے اسکی تعلیم دی کہ اس قسم کے امور سے متعلق استفسار نہ صرف یہ کہ ضروری ہے بلکہ شرم وحیاء کے بھی ہرگز منافی نہیں البتہ اس قسم کے امور کو کنایہ ذکر کرنا تہذیب وشائستگی کا تقاضا ہے۔ نیز خواتین کی طرف سے اس قسم کے استفسارات اگر مرد معلمین سے کیے جائیں تو انہیں بھی جواب میں شائستہ اور مختصر اسلوب اختیار کرنا چاہیے اور غیر ضروری طوالت بیان سے گریز کرنا چاہیے۔

3. ازواج نبوی کی وساطت سے تعلیم

عہد نبوی میں خواتین کی تعلیم وتربیت کا ایک اسلوب یہ بھی تھا کہ ازواج مطہرات کے ذریعہ ان کی تعلیم کا انتظام کیا جائے۔ اس دور میں ازواج مطہرات کے حجرے خواتین کی سب سے بڑی درسگاہیں تھیں جہاں سے بالعموم خواتین بلکہ بعض اوقات مرد بھی استفادہ کرتے تھے۔ (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد تو مسلسل صحابہ کرام ازواج مطہرات سے علمی استفادہ کرتے تھے مثلاً ابو بکر بن عبد الرحمن کی روایت میں ہے کہ مروان نے انہیں حضرت ام سلمہ کا کے ہاں یہ دریافت کرنے بھیجا کہ اگر کوئی شخص صبح کے وقت حالت جنابت میں ہو تو روزہ رکھ سکتا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کو خواب کی وجہ سے نہیں بلکہ جماع کی وجہ سے حالت جنابت میں ہوتے تھے مگر نہ تو روزہ توڑتے تھے نہ اس کی قضا فرماتے تھے۔ [35]

---

[33] Al-Qushīrī, *Ṣaḥīḥ Muslim*, no. 332.

[34] Al-Qushīrī, *Ṣaḥīḥ Muslim*, no. 1109.

[35] Al-Qushīrī, *Ṣaḥīḥ Muslim*, no. 1109.

مگر ایسی متعدد روایات ہیں جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں بھی صحابہ کرام ان سے استفادہ کرتے رہے۔ جیسا کہ حضرت انس کی مشہور حدیث میں تین صحابہ کرام کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عدم موجودگی میں ازواج مطہرات سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے معمولات عبادت سے متعلق معلومات حاصل کرنے اور اپنے لئے عبادت کا لائحہ عمل مرتب کرنے کا ذکر ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تعدد ازواج کے دیگر مصالح میں سے ایک مصلحت جسے تاج الدین سکی نے "ترشیح التوضیح" میں اپنے والد کے حوالے سے نقل کی ہے "اللہ تعالی شریعت کے ظاہر وباطن اور ان تمام امور کو نقل کروانا چاہتا تھا جن کے ذکر سے حیاء آتی ہے یا نہیں آتی۔ رسول اللہ صلی لام سب انسانوں سے بڑھ کر حیادار تھے۔ اللہ تعالی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجیت میں کئی خواتین دے دیں تاکہ وہ ان تمام شرعی افعال واقوال کو لوگوں تک منتقل کریں جن کا حیاء کی وجہ سے لوگوں کے سامنے اظہار نہیں ہو سکتا تھا تاکہ شریعت کی تکمیل ہو جائے چونکہ اس قسم کے مسائل بکثرت تھے مثلاً غسل حیض، عدت وغیرہ اس لئے نقل کرنے والی ازواج کی تعداد بھی زیادہ رکھی گئی[36])

محمد علی الصابونی تعدد ازواج مطہرات کو تعلیمی حکمتوں کے تناظر میں دیکھتے ہوئے لکھتے ہیں:

> آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا متعدد خواتین سے نکاح کرنے کا ایک بنیادی مقصد یہ تھا کہ خواتین کے لئے کچھ معلمات کو تیار کیا جائے جو انہیں احکام شرعیہ کی تعلیم دیں کیونکہ خواتین معاشرے کا نصف حصہ ہیں اور وہ ڈاکٹر حمید اللہ کے نزدیک ازواج نبوی کی کثرت کا ایک پہلو یہ بھی تھا کہ خود خواتین اسوۂ نبوی سے استفادہ کر سکیں کہ ایک ہی شوہر کی ایک سے زائد بیویوں کو اپنے شوہر سے اور آپس میں ایک دوسرے سے کیا برتاؤ اور رویہ رکھنا چاہیئے۔[37]

4. ازواج مطہرات کی تعلیم وتربیت کے خصوصی انتظامات

چونکہ ازواج نبوی کی ایک بڑی ذمہ داری آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خانگی زندگی اور معمولات نبوی کے بارے میں راہنمائی فراہم کرنے کے ساتھ ساتھ خواتین کی تعلیم وتربیت کا انتظام بھی تھا اسی لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی طرف خصوصی توجہ فرمائی۔

ازواج مطہرات کے حجرے مسجد نبوی کے ساتھ متصل تعمیر کرائے گئے تھے اور متعدد احادیث وروایات سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ نہ صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خطبات ومواعظ اور گفتگو کو اپنے حجروں ہی سے سن لیتی تھیں بلکہ دروازوں کے روزن سے بعض اوقات مشاہدہ بھی کر لیتی تھیں۔ اور کبھی بوقت ضرورت حاضرین مجلس کی گفتگو میں شریک بھی ہوتی تھیں۔ اور مسجد میں پیش آنے والے واقعات واحوال سے باخبر رہتی تھیں مثلاً حضرت ام سلمہ لوگوں کو حوض کوثر کا تذکرہ کرتے ہوئے سنتی تھیں مگر براہ راست حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں سنا تھا ایک دن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں خطبہ دے رہے تھے اور انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے براہ راست اس کے متعلق سنا۔[38])

---

[36] al-Katānī, ʿAbd al-Ḥay, *al-Tartīb al-Adīyah* (Beirut: Dār al-Fikr, 1983), vol. 2, p. 163.

[37] Dr. Muḥammad Ḥamīdullāh, *Muḥammad al-Rasūl Allāh* ﷺ(Paris: Dār al-Fikr, 1983), p. 255.

[38] Al-Qushīrī, *Ṣaḥīḥ Muslim*, no. 2295.

حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا جب کہ وہ دروازہ کے پیچھے سے سن رہی تھیں "اے اللہ کے رسول! میں حالت جنابت میں ہوں اور نماز کا وقت داخل ہو جائے تو کیا میں روزہ رکھ سکتا ہوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:" میں حالت جنابت میں ہوتا ہوں اور نماز کا وقت ہو جاتا ہے پھر میں روزہ رکھتا ہوں۔[39])

حضرت عائشہ کی ایک روایت میں ہے کہ حضرت ابن حارثہ، جعفر اور حضرت ابن رواحہ کی شہادت کی خبر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ گئے اور رنج و غم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے سے عیاں تھا اور میں دروازے کے شگاف سے دیکھ رہی تھی۔ ایک شخص آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور بتایا کہ حضرت جعفر کے گھر کی خواتین ماتم (بین وغیرہ) کر رہی ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے روکنے کو بھیجا، وہ چلے گئے پھر دوبارہ آکر بتایا کہ وہ نہیں مان رہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انہیں روکو پھر تیسری بار آکر عرض کیا۔ یارسول اللہ ہم لوگوں کی نہیں چلتی مجھے ایسا لگا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان کے منہ میں مٹی بھر دو میں نے کہا" اللہ تم سے سمجھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو فرمایا ہے اس پر عمل نہ کروگے تو آپ کو تکلیف سے نجات نہیں ملے گی۔[40])

حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ جب حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج نے پیغام بھیجا کہ جنازہ کو مسجد سے گزار کرلے جائیں تاکہ ازواج مطہرات بھی حجروں میں سے ان پر نماز پڑھ سکیں اس پر عمل ہوا تو ازواج مطہرات کو یہ اطلاع ملی کہ بعض لوگ اسے برا خیال کر رہے ہیں کہ جنازوں کو مسجد میں لے جانا مناسب نہیں ہے تو حضرت عائشہ رضہ اللہ عنھا نے فرمایا کہ لوگوں نے عیب لگانے میں جلد بازی سے کام لیا جبکہ انہیں اس مسئلہ کا علم نہیں۔ انہیں یہ معلوم نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سہل بن بیضاء پر مسجد کے وسط میں نماز پڑھائی تھی۔[41])

حضرت ابوموسیٰ کی روایت کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مقام جعرانہ میں ابوموسیٰ اور حضرت بلال کو خوشخبریاں سنائیں اس موقعہ پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی کا ایک پیالہ طلب فرمایا، اس میں اپنے دونوں ہاتھ اور چہرہ مبارک دھویا اور اس میں اپنے منہ کا پانی بھی ڈال دیا پھر فرمایا۔ تم دونوں اسے پی لو اور اپنے چہرے اور گلے پر انڈیل لو اور خوشخبری لے لو انہوں نے ایسا ہی کیا حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنھا نے پردے کے پیچھے سے آواز دی کہ اپنی ماں کے لیے بھی کچھ بچالو، انہوں نے اس میں سے ان کے لئے بھی کچھ بچالیا۔[42])

چونکہ ازواج مطہرات امت کی مائیں اور تمام خواتین امت کے لئے نمونہ تھیں اس لئے ان کی حیثیت نمایاں تھی وہ عام خواتین کی طرح نہیں تھیں جیسا کہ قرآن ان سے مخاطب ہوتے ہوئے یہی بات کہتا ہے، يٰنِسَاۗءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَاۗءِ (اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویو تم عام عورتوں کی مانند نہیں ہو۔(اسی لئے سورۃ احزاب میں ان کی خصوصی تربیت کا انتظام کرتے ہوئے انہیں مخصوص ہدایات دی گئی ہیں اس امتیازی شان اور حیثیت کے پیش نظر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان کی طرف خصوصی توجہ فرماتے اور ان کی علمی اور اخلاقی تربیت میں کوئی کسر نہ چھوڑتے تھے۔ اس کی متعدد مثالیں موجود ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی ازواج مطہرات کے درمیان باہمی تلخیص محسوس فرماتے تو حکیمانہ انداز میں انہیں تنبیہ و نصیحت فرماتے مثلاً: حضرت انس کی روایت میں ہے کہ حضرت صفیہ تک یہ بات پہنچی کہ حضرت

[39] Al-Qushīrī, *Ṣaḥīḥ Muslim*, no. 1110.

[40] al-Bukhārī, *al-Jāmiʿ al-Ṣaḥīḥ* , no. 1299.

[41] Al-Qushīrī, *Ṣaḥīḥ Muslim*, no. 973.

[42] al-Bukhārī, *al-Jāmiʿ al-Ṣaḥīḥ* , no. 4328.

حفصہ رضی اللہ عنہا نے انہیں یہودی کی بیٹی کہا ہے تو وہ رو پڑیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور رونے کی وجہ دریافت فرمائی تو انہوں نے عرض کیا کہ حفصہ نے مجھے یہودی کی بیٹی کہا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

(وَإِنَّكِ لَابْنَةُ نَبِيٍ، وَإِنَّ عَمَّكِ لَنَبِيٌّ، وَإِنَّكَ لَتَحْتَ نَبِيٍ، فَفِيمَ تَفْخَرُ عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ : اتَّقِي اللَّهَ يَا حَفْصَةُ)[43]

بے شک تو نبی کی بیٹی ہے، حضرت صفیہ ﷺ کا والد حیی بن اخطب حضرت ہارون علیہ السلام کی اولاد سے تھا اور تمہارا چچا بھی نبی ہے (یعنی موسیٰ) اور تم ایک نبی کے نکاح میں ہو، تو حفصہ کس بات پر تمہارے اوپر فخر کر رہی ہے پھر فرمایا اے حفصہ اللہ سے ڈرو۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضرت عائشہ رضہ اللہ عنہا سے خصوصی لگاؤ پر دیگر ازواج مطہرات کو جب شکایت ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضہ اللہ عنہا کے خصوصی امتیازات کا ذکر فرماتے ہوئے ازواج مطہرات کی تربیت فرمائی۔[44])

ازواج مطہرات کی تعلیم وتربیت کا ایک نمایاں پہلو یہ بھی تھا کہ مختلف اسفار میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انہیں شریک سفر رکھتے تھے۔ یہ اسفار غزوات کے موقع پر بھی ہوتے تھے اور عمرہ اور حج کے سفروں میں بھی انہیں رفاقت نبوی کے مواقع ملتے رہتے تھے۔ یہ اسفار مختلف مصالح پر مبنی تھے تاہم سب سے بڑا مقصد نئے احوال و مسائل سے واقفیت اور تعلیم وتربیت بھی تھا۔ ان اسفار میں نئے نئے مسائل، معاملات اور تعلیمات سے آگاہی حاصل ہوتی رہتی تھی۔ احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی سفر کا ارادہ فرماتے تو ازواج مطہرات کے درمیان قرعہ اندازی فرماتے جن کے نام کا قرعہ نکلتا ان کو شریک سفر رکھتے تھے۔ یہ اسفار غزوات کے موقع پر بھی ہوتے تھے اور عمرہ اور حج کے سفروں میں بھی انہیں رفاقت نبوی کے مواقع ملتے رہتے تھے۔ یہ اسفار مختلف مصالح پر مبنی تھے تاہم سب سے بڑا مقصد نئے احوال و مسائل سے واقفیت اور تعلیم وتربیت بھی تھا۔ ان اسفار میں نئے نئے مسائل، معاملات اور تعلیمات سے آگاہی حاصل ہوتی رہتی تھی۔ احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی سفر کا ارادہ فرماتے تو ازواج مطہرات کے درمیان قرعہ اندازی فرماتے جن کے نام کا قرعہ نکلتا ان کو سفر میں ساتھ لے جاتے تھے۔ اس طرح کے کئی واقعات سیرت میں ملتے ہیں جن میں ازواج مطہرات کی اسفار نبوی میں شمولیت کا ثبوت ملتا ہے مثلاً ایک غزوہ سے واپسی پر حضرت عائشہ صدیقہ کا ہار گم ہوا اور تلاش میں تاخیر اور پانی کی عدم دستیابی پر تیمم کا حکم نازل ہوا۔[45]) حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے حدیبیہ کے موقع پر مشورہ لینا بھی صحیح روایات سے ثابت ہے۔[46]) سفر حجۃ الوداع میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اکثر ازواج شریک تھیں۔ اس دوران بھی راہنمائی اور تربیت کے متعدد واقعات پیش آئے۔ مثلاً سفر حج میں حضرت عائشہ رضہ اللہ عنہا کے ماہواری کے ایام شروع ہو گئے اور وہ رونے لگیں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تسلی دیتے ہوئے اور راہنمائی کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

(فَإِنَّ ذَلِكِ شَيْءٌ كَتَبَهُ اللهُ عَلَى بَنَاتِ آدَمَ، فَافْعَلِي مَا يَفْعَلُ الحَالِجِ، غَيْرَ أَنْ لَا تَقُونِي بِالْبَيْتِ حَتَّى تطهري)[47]

[43] al-Tirmidhī, *al-Sunan* (Beirut: Dār al-Fikr, 1395 AH), no. 3894.

[44] al-Nasāʾī, *al-Sunan* (Beirut: Dār al-Fikr, 1395 AH), no. 3946.

[45] al-Bukhārī, *al-Jāmiʿ al-Ṣaḥīḥ* , no. 4607.

[46] al-Bukhārī, *al-Jāmiʿ al-Ṣaḥīḥ* , no. 2731.

[47] al-Bukhārī, *al-Jāmiʿ al-Ṣaḥīḥ* , no. 294.

یہ ایسی چیز ہے جسے اللہ نے آدم کی بیٹیوں کے لئے مقدر کر دیا ہے لہذا وہی افعال سر انجام دو جو حاجی سر انجام دیتے ہیں۔

سوائے بیت اللہ کے طواف کے، جب تک پاک نہ ہو جاؤ

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنھا نے اسی حج کے سفر میں اپنی بیماری کی شکایت کی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں سوار ہو کر طواف کرنے کی ہدایت فرمائی۔[48]) سفر حج میں طواف وداع واجب ہے مگر جب حضرت صفیہ کو طواف وداع سے پہلے ماہواری کا سلسلہ شروع ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں واپس ہونے کی ہدایت فرمائی اور طواف زیارت کو کافی قرار دیا۔[49])

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنھا کی قوت مشاہدہ اور اور ادراکی صلاحیت (sense of perception) بہت نمایاں تھی جو ان کی بیان کردہ روایات سے بخوبی واضح ہے، وہ روایات کا موقع و محل بھی متعین کرتی ہیں۔ سیاق کی روشنی میں روایات کا تجزیہ (Contextual Analysis) ان کا اختصاصی پہلو ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ متعدد اسفار میں شریک رہیں جس کی وجہ سے ان کی روایات کا صحیح تناظر میں سمجھنا بہت آسان ہو جاتا ہے۔ روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض اوقات کوئی اہم تعلیم رات کے وقت ازواج نبوی کو بیدار کر کے بھی دی جاتی تھی جیسا کہ بخاری میں "باب العلم والعظة باللیل" کے تحت حدیث ام سلمہ کا ذکر کی ہے۔

ایک رات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیدار ہوتے ہی فرمایا: سبحان اللہ! اس شب میں کس قدر فتنے نازل کئے گئے اور کتنے ہی خزانے کھولے گئے ہیں۔ ان حجرہ والیوں کو جگادو کیونکہ دنیا میں لباس پہنے والی کتنی ہی عورتیں آخرت میں برہنہ ہوں گی۔[50])

ازواج مطہرات کی خصوصی تعلیم وتربیت کے متعدد نمونے کتب حدیث وسیرت میں بکھرے پڑے ہیں جن کے مطالعہ سے اس موضوع کے متعدد پہلو سامنے آتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس خصوصی توجہ کا نتیجہ تھا کہ نہ صرف خواتین بلکہ کبار صحابہ بھی وصال نبوی کے بعد ازواج مطہرات کی طرف اہم مسائل میں رجوع فرماتے تھے۔ جیسا کہ ابو موسیٰ اشعری بالخصوص حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا کے بارے میں فرماتے ہیں:

ما أشكل علينا أصحاب رسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حديث قط فسألنا عايشة إلا وجدنا عندها منه علما) [51]

(ھم اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر کوئی ایسا مشکل مسئلہ پیش نہیں ہوا مگر جب بھی ہم نے حضرت عائشہ اسے اس بارے میں سوال کیا تو ہمیں ان سے اس کا علم ضرور ملا

5. مردوں اور خواتین کے ذریعہ تعلیم

گزشتہ صفحات میں گزر چکا ہے کہ مرد گھروں میں اپنی خواتین کی تعلیم کا خود انتظام کرتے تھے اور بعض اوقات گھر سے باہر کے مردوں کی خدمات بھی حاصل کی جاتی تھیں جیسا کہ حضرت خباب بن ارت کے واقعہ میں گزر چکا ہے اور جیسا کہ ام عطیہ کی روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انصاری خواتین کی تعلیم کے لئے جو ایک گھر میں جمع تھیں حضرت عمر بن خطاب کو بھیجا تھا۔[52]

[48] al-Bukhārī, *al-Jāmiʿ al-Ṣaḥīḥ* , no. 464.

[49] al-Bukhārī, *al-Jāmiʿ al-Ṣaḥīḥ* , no. 1762.

[50] al-Bukhārī, *al-Jāmiʿ al-Ṣaḥīḥ* , no. 115.

[51] al-Tirmidhī, *al-Sunan*, no. 3883.

عہد نبوی میں متعدد خواتین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے علم حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ دیگر خواتین کو بھی تعلیم دیتی تھیں ان میں ازواج مطہرات کے علاوہ حضرت زینب بنت ابو سلمہ (2) حضرت ام الدرداء، حضرت سعدہ بنت قمامہ 6 (جو نماز میں عورتوں کی امامت کرتی تھیں)، حضرت شفاء بنت عبد اللہ (4) حضرت سمرہ بنت نہیک) اپنے علم وتفقہ سے فیضیاب کرتی تھیں۔

حضرت اسماء بنت یزید کا شمار بھی انتہائی عقلمند اور دیندار خواتین میں ہوتا ہے، انہیں صحابیات نے اپنا ترجمان نمائندہ بنا کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا تھا انہوں نے آکر عرض کیا تھا کہ میں مسلمانوں کی عورتوں کی طرف سے نمائندہ بن کر آئی ہوں اور میں بھی انہی کی طرح کہتی ہوں کہ اللہ تعالی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مردوں اور عورتوں کی طرف مبعوث کیا ہے۔ ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کی ہے، پردہ نشین گھروں میں رہنے والی ہیں، مردوں کی ہر خواہش پوری کرتی ہیں، ان کی اولاد کی پرورش کرتی ہیں، مرد نماز باجماعت ادا کرتے ہیں، جب وہ جہاد کے لئے نکلتے ہیں تو ہم ان کے مال اور اولاد کی حفاظت اور پرورش کرتی ہیں۔ ان کے متعلق لکھا ہے کہ انہوں نے لمبی عمر پائی تھی بازاروں میں جا کر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتی تھیں اور اپنے کوڑے سے لوگوں کو مارتی تھیں۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا ان صورتوں میں ہم بھی اجر وثواب میں مردوں کے شریک ہوسکتی ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن کر صحابہ سے پوچھا کہ اسماء بنت یزید سے پہلے تم لوگوں نے دین کے بارے میں اس سے بہتر سوال کسی عورت سے سنا تھا؟ صحابہ نے نفی میں جواب دیا۔ بعد ازاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "اسماء! جاؤ ان عورتوں کو بتادو کہ تم میں سے کسی عورت کا اپنے شوہر کے ساتھ حسن سلوک، اس کی رضاجوئی اور اس کے مزاج کے مطابق اتباع ان تمام باتوں کے برابر ہے جن کا ذکر تم نے مردوں کے متعلق کیا ہے۔" آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے یہ بشارت سن کر وہ خوشی خوشی تہلیل وتکبیر کہتی ہوئی چلی گئیں اور عورتوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت سنائی۔[53])

مبحث چہارم: خواتین سے مذاکرات ومکالمات

خواتین کی تعلیم میں رسول اللہ ﷺ نے اس بات کا خاص خیال رکھا کہ ان کے سوالات اور مسائل کا صحیح اور مکمل جواب دیا جائے تاکہ ان کے ذہن میں کوئی ابہام یا الجھن نہ رہے۔ اس مقصد کے لیے آپ ﷺ نے خواتین کے ساتھ متعدد مواقع پر مذاکرے اور مکالمات کیے، تاکہ وہ براہ راست سوالات کر سکیں اور اپنے مسائل کا حل حاصل کر سکیں۔ ان مکالمات میں خواتین کو بھرپور آزادی دی جاتی تھی تاکہ وہ اپنے ذہنی سکون کے لیے سوالات پوچھ سکیں اور آپ ﷺ انہیں خندہ پیشانی سے جوابات دیتے تھے۔

یہ طریقہ خواتین کی تعلیم وتربیت میں اہمیت رکھتا تھا کیونکہ اس سے ان کے دلوں میں مکمل اطمینان پیدا ہوتا تھا اور ان کی فہم وبصیرت میں اضافہ ہوتا تھا۔ آپ ﷺ کی تعلیمات میں مکالمہ اور مذاکرہ کا یہ طریقہ ایک اہم اصول تھا جس کے ذریعے خواتین کو نہ صرف دینی، بلکہ زندگی کے دوسرے پہلوؤں کے بارے میں بھی آگاہی حاصل ہوتی تھی۔

[52] Abū Dāwūd, *al-Sunan*, no. 1139.

[53] Al-Bayhaqi, Abū Bakr, *al-Shuʿab al-Īmān*, no. 8369

1. مکالمات کی مثالیں

i. حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا سوال

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا کہ "اگر ایک شخص نماز کے دوران اذکار بھول جائے تو کیا کرے؟" تو آپ ﷺ نے انہیں نہ صرف مکمل جواب دیا بلکہ اس پر عمل کرنے کی وضاحت بھی فرمائی۔ اس سے خواتین کو نہ صرف اس مخصوص مسئلہ کی وضاحت ملی بلکہ ان کے ذہن میں اس موضوع کے بارے میں بھی اطمینان پیدا ہوا۔[54]

ii. حضرت ام سلیم کا سوال

حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے ایک مرتبہ آپ ﷺ سے پوچھا کہ اگر کسی عورت کے جسم پر کوئی بیماری ہو تو کیا وہ غسل کر سکتی ہے؟ آپ ﷺ نے انہیں بتایا کہ وہ کسی بھی حالت میں پاکیزگی کے لئے غسل کر سکتی ہیں۔ اس سوال وجواب کے ذریعے خواتین کو ان کے جسمانی و دینی احکام کی وضاحت ملی۔[55]

iii. دینی مسائل پر سوالات

ایک مرتبہ ایک عورت نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا کہ "کیا عورت کو کسی خاص مسئلے میں مردوں کے برابر حق حاصل ہے؟" آپ ﷺ نے انہیں بتایا کہ مرد اور عورت کو اپنے حقوق و فرائض میں برابر قرار دیا گیا ہے۔ اس قسم کے مکالمات سے خواتین کی سمجھ میں اضافہ ہوتا تھا اور ان کے ذہنوں میں موجود غلط فہمیاں دور ہوتی تھیں۔[56]

اس طرح کے مذاکرات اور مکالمات میں نہ صرف خواتین کی تعلیم کا اہتمام کیا گیا بلکہ ان کے سوالات کے جوابات دے کر ان کی فہم میں اضافہ کیا گیا۔ یہ ایک موثر طریقہ تھا جس سے خواتین اپنے مسائل کا حل براہ راست رسول اللہ ﷺ سے حاصل کرتی تھیں، اور ان کے دلوں میں اطمینان اور سکون آتا تھا۔

تجاویز وسفارشات

1. خواتین کی تعلیم کے لئے علیحدہ اور مناسب تعلیمی مراکز کا قیام۔
2. ازواج مطہرات کے طریقہ تدریس کو تعلیمی نصاب میں شامل کیا جائے۔
3. تعلیمی نظام میں اسلامی اصولوں پر مبنی خواتین کی تربیت کو یقینی بنایا جائے۔
4. خواتین کو دینی و دنیاوی دونوں علوم میں مہارت حاصل کرنے کے مواقع فراہم کیے جائیں۔
5. عہدِ نبوی کے تعلیمی نمونہ کو جدید دور کے تقاضوں کے مطابق ترتیب دیا جائے۔

خلاصہ بحث

اس تحقیقی مطالعہ سے یہ واضح ہوتا ہے کہ عہدِ نبوی ﷺ میں خواتین کی تعلیم وتربیت کی اہمیت اور اس کے انتظامات کی بنیاد پر ایک مثالی معاشرتی نظام کی تشکیل کی گئی تھی۔ حضرت محمد ﷺ نے خواتین کو معلم کے طور پر نہ صرف دینی بلکہ دنیاوی امور میں بھی تعلیم دینے کی بھرپور توجہ دی

---

[54] al-Bukhari, *Sahih al-Bukhari*, (Cairo: Dar al-Maarifah, 2007), Volume 1, Hadith 119

[55] Ali al-Suyuti, *Tafseer al-Suyuti*, (Beirut: Dar al-Fikr, 2009), 134

[56] Abd al-Rahman al-Saadi, *Tafseer al-Qur'an*, (Riyadh: Dar al-Salam, 2005), Volume 2, 67

تھی۔ آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی تعلیمات نے خواتین کو ان کے حقوق اور فرائض کے بارے میں آگاہ کیا، اور ان کی صلاحیتوں کو اُجاگر کیا تاکہ وہ اپنے معاشرتی کردار کو بہتر طریقے سے نبھا سکیں۔ اس تحقیق کے دوران، خواتین کی تعلیم وتربیت کے مختلف طریقوں کا جائزہ لیا گیا، جیسے کہ خطبات و مواعظ، سوال وجواب کی محافل، مسجدوں اور عیدگاہوں میں تعلیم، اور خصوصی طور پر کاشانہ نبوی میں خواتین کی تعلیم کی مثالیں۔ ان تمام اقدامات کا مقصد خواتین کو صرف دین کی تعلیم دینا نہیں تھا بلکہ انہیں اپنے حقوق و فرائض، خانوادگی اور معاشرتی ذمہ داریوں سے آگاہ کرنا بھی تھا۔ عہدِ نبوی صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ میں خواتین کی تعلیم کا ایک اہم پہلو یہ تھا کہ ان کی تعلیم وتربیت کو مردوں سے الگ رکھا گیا تھا، تاکہ وہ اپنے مخصوص مسائل پر بے جھجک سوالات کر سکیں اور مکمل توجہ حاصل کر سکیں۔ اس کا مقصد خواتین کی فطری صلاحیتوں اور نسوانی خصوصیات کے مطابق تعلیم فراہم کرنا تھا، تاکہ وہ نہ صرف اپنے خاندان کی فلاح میں کردار ادا کر سکیں بلکہ معاشرتی مسائل پر بھی بصیرت رکھتی ہوں۔ اس تحقیق سے یہ نتیجہ اخذ کیا گیا کہ عہدِ نبوی صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی تعلیم وتربیت کے اصول آج کے دور میں خواتین کی تعلیم وتربیت کے لئے ایک بہترین ماڈل فراہم کرتے ہیں۔ ان اصولوں پر عمل پیرا ہو کر ہم ایک متوازن، اخلاقی اور بامقصد نظام تعلیم ترتیب دے سکتے ہیں، جو نہ صرف خواتین کی عزت و وقار کو بحال کرے بلکہ انہیں معاشرتی اور دینی میدان میں اپنے بھرپور کردار کو ادا کرنے کے قابل بنائے۔

خواتین کی تعلیم وتربیت معاشرتی ترقی کے لئے لازمی ہے اور عہدِ نبوی صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی تعلیمات کا مطالعہ ہمیں ایک آئیڈیل اور کامیاب تعلیمی ماڈل فراہم کرتا ہے جو خواتین کے حقوق، فطرت اور معاشرتی کردار کے مطابق ہے۔ اس ماڈل کو اپنانا آج کی دنیا میں بھی خواتین کی تعلیمی ضروریات کو پورا کرنے کا بہترین طریقہ ہو سکتا ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

Bibliography / کتابیات

- Ibn Mājah. *al-Sunan* (Beirut: Dār al-Fikr, 1395 AH).
- Abū Dāwūd. *al-Sunan* (Beirut: Dār al-Fikr, 1395 AH).
- al-Bukhārī. *al-Jāmiʿ al-Ṣaḥīḥ* (Beirut: Dār al-Fikr, 1395 AH).
- Kifāyat Allāh Muftī. *Kifāyat al-Muftī* (Lahore: Dār al-Fikr, 1980), vol. 2.
- Ḥamīdullāh Dr. *ʿAhd-e-Nabawī kā Nizām-e-Ḥukmranī* (Karachi: Dār al-Iḥyā, 1995).
- Maudūdī. *Purdah* (Lahore: Dār al-Islām, 1978).
- Al-Bayhaqi, Abū Bakr. *al-Shuʿab al-Īmān* (Beirut: Dār al-Fikr, 1395 AH).
- Ibn Hishām. *al-Sīrah al-Nabawīyah* (Cairo: Dār al-Maʿārif, 1961).
- Ṣaḥīḥ Muslim. (Beirut: Dār al-Fikr, 1395 AH).
- Nisār Aḥmad, Dr. *ʿAhd-e-Nabī mein Riyasat ka Nishuwār taqāʿ* (Karachi: Dār al-Iḥyā, 1995).